

۱۵ نومبر ۱۹۱۲ء

خطبہ جمعہ

تشمہ، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا - إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ
مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا - إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا
كَفُورًا - إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلًا وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا - إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ
كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا - عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا -

(الدھر: ۷ تا ۱۲)

اور پھر فرمایا۔

ہر آدمی غور کرے کہ یہ دنیا میں نہ تھا اور اس کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ ضرور ایک وقت انسان پر ایسا
گزرا ہے کہ اس کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے عناصر پیدا کئے۔ اگر وہ ہم کو پتھر بنا دیتا یا حیوانات
میں ہی پیدا کرتا مگر کتیا سور بنا دیتا۔ پھر اگر انسان ہی بناتا پر چوہوں یا چمڑوں میں پیدا کر دیتا۔ پھر اگر وہ

ایسے گھر میں پیدا کر دیتا جہاں قرآن دانی کا چرچا نہ ہوتا۔ پھر اگر کسی اچھے گھر میں پیدا ہونے پر جوانی میں مر جاتے تو آج تم کو قرآن سنانے کا کہاں موقع ملتا۔ اس نے کیسے کیسے فضل کیے۔ فَجَعَلْنَا سَمِيعًا بَصِيرًا ہم نے اپنے فضل سے اس نطفہ کو جس میں ہزاروں چیزیں ملی ہوئی تھیں، سننے والا اور دیکھنے والا بنا دیا۔

اب مسلمان کہتے ہیں کہ تجارت ہمارے ہاتھ میں نہیں۔ کبھی کہتے ہیں حکومت ہمارے ہاتھ میں نہیں۔ صرف سو برس کے اندر ہی اندر انہوں نے سب کچھ اپنا کھو دیا۔ شرک کا کوئی شعبہ نہیں جس میں مسلمان گرفتار نہیں۔ نماز، روزے، اعمال صالحہ میں، قرآن کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں نہایت ہی سست ہیں۔ کوئی ملاں ہو اور وہ خوب شعر سنائے تو کہتے ہیں کہ فلاں مولوی نے خوب وعظ کیا۔

کسی عورت نے مجھ سے پوچھا کہ فلاں عورت ایک عرس میں گئی تھی۔ وہ کہتی تھی کہ سبحان اللہ! ہر طرف نور ہی نور برس رہا تھا۔ میں نے کہا وہ کیا تھا؟ کہنے لگی کہ وہ کہتی تھی کہ اندر بھی، باہر بھی مراٹھی ڈھولک بجارہے تھے اور خوب خوش الحانی سے گارہے تھے۔

ریل میں مجھے ایک کنجی ملی۔ میں نے اس سے کہا کہ تو کہاں گئی تھی؟ کہا کہ سبحان اللہ! فلاں حضرت کے یہاں گئی تھی۔ انہوں نے مجھے دیکھتے ہی کہا کہ ہماری فقیرنی آگئی ہے اور اپنے خادم سے کہا اس کو تین سو روپیہ دے دو۔ میں تو ایک دم مالا مال ہو گئی۔

مسلمانوں میں تکبر بڑھ گیا۔ سستی ہے۔ فضول خرچی ہے اور فضول خرچی کے ساتھ تکبر بھی از حد بڑھ گیا ہے۔ اپنی قیمت بہت بڑھا رکھی ہے۔ سمجھتے ہیں کہ ہم تو اس قدر تنخواہ کے لائق ہیں۔

ہم نے انسان پر بڑے فضل کئے۔ فَجَعَلْنَا سَمِيعًا بَصِيرًا یہاں تک کہ انسان کو دیکھنے والا، سننے والا بنایا۔ پھر قرآن کے ذریعہ سے اس پر ہدایت کی راہیں کھول دیں اِنَّا هَدَيْنَا السَّبِيلَ۔ پر کسی نے قدر کی اور کسی نے نہ کی اِنَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كَفُوْرًا۔

کوئی مسلمان کہتا ہے کہ جھوٹ جائز ہے۔ کوئی مسلمان کہتا ہے کہ تکبر اور فضول اور قسم قسم کی بد کاریاں جائز ہیں۔ برائی سب جانتے ہیں مگر افسوس کہ قدر نہیں کرتے۔ دوسروں کو نصیحتیں کرتے ہیں مگر خود عمل نہیں کرتے۔

ایک عورت کا میاں شراب پیتا تھا۔ اس کو میں نے کہا کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے۔ تم اس سے شراب چھڑا دو۔ اس نے کہا میں نے ایک روز اس کو کہا تھا تو اس نے مجھے جواب دیا کہ یہ تجھے نور الدین

نے کہا ہو گا۔ جب میں اس کی عمر کا ہو جاؤں گا تو چھوڑ دوں گا۔ پھر اس کو میری عمر تک پہنچنا نصیب نہ ہوا۔ پہلے ہی مر گیا۔

تم بڑے اعمال چھوڑ دو۔ لیکن دین میں لوگ بڑے نکتے ہو گئے ہیں۔ توبہ کرو، استغفار کرو۔ اللہ تعالیٰ بڑے سخت لفظ استعمال فرماتا ہے کہ کوئی تو ہماری بتائی ہوئی ہدایت کا شکر گزار ہوتا ہے اور کوئی نہیں ہوتا۔ اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كَفُوْرًا۔

اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ سَلَاسِلًا وَاَغْلَالًا وَّسَعِيْرًا۔ ہم نے توبے ایمانوں کے لئے بڑے بڑے عذاب تیار کر رکھے ہیں۔ ہم ان کو زنجیروں میں جکڑیں گے

اِنَّ الْاَبْرَارَ اِجْمَعُوْا لُوْغُوْنَ كُوْخًا وَّ اَللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ ابرار انسان تب بنتا ہے جب وہ اپنے اندر کی بدیوں کو دباتا ہے۔ نفس کے اوپر تم بدیوں کو دبانا پڑتا ہے۔ ابرار انسان تب بنتا ہے جب وہ اپنے اندر کی بدیوں کو دباتا ہے۔ نفس کے اوپر تم حکومت کرو۔ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے نفس پر حکومت کرنے سے بے خبر ہیں۔

عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ اللّٰهُ كَيْفَ يَدْعُوْا اِلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ اِلَّا فِرَاقًا۔ وہ ان کو بھاتے ہیں، دوسروں کو بھی پلانا چاہتے ہیں۔ میں نے تم کو بہت سا پلایا ہے۔ تم عمل کرو اور خدا تعالیٰ سے ڈرو۔

(بدر حصہ دوم۔ کلام امیر۔۔۔ ۵/ دسمبر ۱۹۱۲ء۔ صفحہ ۹۳، ۹۴)

☆-☆-☆-☆